Nazima Manzil
4/286 Amir Nishan Road,
Dodhpur, Aligarh-202001

۱۹۹۶/۴/۴ء

مکرمی محمد علی اثر صاحب السلام علیکم!

آج دوپہر کو ایک خط آپ کو لکھا ہے۔ شام کو آپ کا مرسلہ پیکٹ مشتمل بر تحقیقی نقوش۔ پاکستان میں اردو لے ادب ملا ممنون ہوں۔

ایک نظر آپ کی کتاب پر ڈالی۔ یہ بہت اچھے اور مفید مضامین کا مجموعہ ہے۔ بعض مضامین (جنونی گجراتی، فدوی دکنی) سے میری معلومات میں اضافہ ہوا۔ میں ان دونوں بزرگوں سے واقف نہ تھا۔ جمیل جالبی صاحب کی تحقیق کا آپ نے بہت اچھا جائزہ لیا ہے۔ عبدالستار دلوی کے مضامین کا مجموعہ ''نئی تحریریں'' میری نظر سے نہیں گزرا تھا۔ آپ کے تعارفی مضمون سے مندرجات کا اندازہ ہوا۔

ابھی خبر ملی کہ عید کا چاند نکل آیا (آج تو نکلنا ہی تھا) عید کی تہنیت قبول فرمائیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

۱۰۔ مشفق خواجہ

مشفق خواجہ، بابائے اردو مولوی عبدالحق کے تربیت یافتہ معروف محقق و نقاد تھے۔ صحیح معنوں میں انھیں مولوی صاحب کا جانشین کہا جا سکتا ہے۔ ان کا اصل نام خواجہ عبدالحئی تھا لیکن وہ قلمی نام مشفق خواجہ اور فرضی نام خامہ بگوش سے زیادہ شہرت رکھتے تھے۔ خواجہ صاحب کے والد کا نام خواجہ عبدالوحید تھا اور وہ اقبالیات سے شغف رکھتے تھے۔ مشفق خواجہ بیک وقت محقق و نقاد بھی تھے اور کالم نویس بھی، طنز و مزاح نگار بھی تھے اور اسکرپٹ رائٹر بھی۔ لیکن ان کی شہرت کا دار و مدار ان کی کالم نویسی اور ان کے فرضی نام خامہ بگوش پر ہے چناں چہ وہ لکھتے ہیں :

> ''اتنا تحقیقی کام کیا کہ ایک کتاب دس دس جلدوں میں لکھی، شعر کہے تنقیدی مضامین لکھے کوئی ان کا ذکر نہیں کرتا۔ ہر جگہ میرے فرضی نام سے لکھے ہوئے کالموں کا ذکر ہوتا ہے۔'' (تبصرہ نگاری۔ نیا دور۔ اپریل ۲۰۱۰ء)

مشفق خواجہ ۱۹/ دسمبر ۱۹۳۸ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۷ء بی اے (آنرز) کیا۔ ۱۹۵۹ء میں کراچی یونی ورسٹی سے ایم۔ اے (اردو) کی سند حاصل کی۔ بابائے اردو نے انھیں انجمن ترقی اردو کراچی کے ماہ نامے ''قومی زبان'' کا اعزازی ایڈیٹر بنایا۔ اور پھر سہ ماہی ''اُردو ادب'' کے مدیر کی ذمے داری بھی انھی کو سونپ دی۔ ان کے فکاہی کالموں کے دو مجموعوں ''سخن در سخن'' اور ''سخن ہائے گفتنی'' کے علاوہ انھوں نے ''جائزہ اردو مخطوطات'' ''تحقیق نامہ'' ''غالب اور صغیر بلگرامی'' ''کلیاتِ یگانہ'' ''تذکرۂ خوش معرکۂ زیبا'' جیسی کتابوں کی تحقیق و تدوین کی۔ ان کا مجموعۂ کلام ''ابیات'' کے نام سے شائع ہوا اور ریڈیو پاکستان کے لیے انھوں نے تقریباً ایک ہزار اسکرپٹ لکھے۔

راقم کے خیال میں وہ بنیادی طور پر محقق و مدون تھے۔ جائزہ مخطوطات اردو''کلیات یگانہ''۔''تحقیق نامہ''اور ''تذکرۂ خوش معرکۂ زیبا''ان کے معرکہ آرا تحقیقی کام ہیں۔

ڈاکٹر جمیل جالبی اور حمید الدین شاہد کے علاوہ مشفق خواجہ نے دکنی مخطوطات کی تحقیق کے سلسلے میں راقم کو پاکستان آنے کی دعوت دی تھی لیکن احقر کا یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔ موصوف نے اپنی کتاب ''جائزہ مخطوطات اردو'' ارسال کرتے ہوئے اندرونی سرورق پر لکھا تھا۔

''مکرمی محمد علی اثر صاحب آپ کے عزیز واقارب یہاں'جائزہ مخطوطات اردو تلاش کررہے تھے۔ میں اسے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔''

(۱)

مشفق خواجہ=۳۔ڈی ۹/۲۶، ناظم آباد، کراچی۔۱۸

۸۷/۱۰/۱۳ء

مکرمی اثر صاحب۔ سلام مسنون!

آپ کی کتاب ''دکنی کی تین مثنویاں'' ملی۔ اس عنایت کے لیے شکر گذار ہوں۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ ہاشمی، ایاغی اور علی رحمتی کی غیر مطبوعہ مثنویوں کو نہایت عمدگی سے مرتب کر کے شائع کر دیا۔ دکنی ادب سے آپ کی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ آپ یہاں تشریف لائیں۔ لاہور اور کراچی میں دکنیات کے بے شمار اہم مخطوطات ہیں۔

اس سے پہلے آپ کی کتاب ''دکنی غزل کی نشوونما'' بھی مل گئی تھی اور میں نے اس عنایت کے بارے میں ایک خط بھی لکھا تھا۔

چند روز ہوئے میں نے ڈاکٹر وحید قریشی صاحب سے فون پر بات کی تھی اور کہا تھا کہ آپ کو مقتدرہ کی تمام مطبوعات بھجوادی جائیں۔ انشاء اللہ آپ کو جلد ہی مل جائیں گی۔

آپ کے عم محترم ۲ میر فرید الدین صاحب نے مجھے فون کیا تھا۔

''جائزہ مخطوطات اردو'' کی دوسری جلد ابھی شائع نہیں ہوئی۔ جوں ہی شائع ہوگی پیش کروں گا۔ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

مخلص مشفق خواجہ

(۲)

مشفق خواجہ=۳۔ڈی ۹/۲۶، ناظم آباد، کراچی۔۱۸

۱۷/مارچ ۱۹۹۲ء

محترمی و مکرمی۔ تسلیم

آپ کا مجموعۂ کلام ۳ کئی ذریعوں سے مجھے ملا، اسی لیے یہ رسیدی خط خاصی تاخیر سے لکھ رہا ہوں۔ میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے اس تحفے سے نوازا۔

اہلِ تحقیق کرم خوردہ مخطوطات اور شغل گورکنی میں ایسے منہمک رہتے ہیں کہ کبھی کوئی خوب صورت خیال ان سے قریب آنے کی جسارت نہیں کرتا۔ اچھے شعر کہنا تو کیا انھیں اچھے شعروں سے محظوظ ہونے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ لیکن آپ کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ آپ تحقیق اور شاعری دونوں کا حق ادا کرتے ہیں۔ آپ تحقیق کرتے ہیں۲ تو ماضی میں سانس لیتے ہیں۔ شاعری میں آپ جدید ترین دنیا کے شہری ہیں۔ کسی ایک شخص میں ایسا توازن کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔

آپ کا مجموعۂ کلام پڑھ کر جی خوش ہوا۔ کئی نظمیں پسند آئیں اور غزل کے متعدد شعروں نے دامنِ دل کو چھوا۔ خدا آپ کو خوش رکھے کہ آپ نے مجھے خوش کیا۔

آپ کی صحت وشادمانی کے لیے دُعا کرتا ہوں۔

خیر اندیش

مشفق خواجہ

حواشی

محمد اکبر صدیقی

خط نمبرا:

۱۔ راقم کے شاگرد جنھوں نے میری نگرانی میں ''دکنی کے غیر معروف مصنفین کے رسائل تصوف'' کے موضوع پر مقالہ لکھ کر جامعہ عثمانیہ سے ماسٹر آف فلاسفی کی سند حاصل کی۔

۲۔ روزنامہ ''مصنف'' حیدر آباد دکن۔

۳۔ مرتبہ پروفیسر وارث علوی۔

۴۔ غیر مطبوعہ مثنوی از فراقی بیجاپوری۔

خط نمبر۲:

۱۔ ڈاکٹر ضیاء الدین دیسائی۔

۲۔ احمد آباد میں منعقدہ سہ روزہ سیمینار کے ڈائرکٹر محی الدین بمبئی والے۔

۳۔ پروفیسر وارث علوی۔

۴۔ ولی کی شمالی ہندوستان کو دین (مشمولہ تحقیقی نقوش)۔

خط نمبر۳:

۱۔ پروفیسر معین الدین عقیل، سابق صدر شعبۂ اُردو کراچی یونیورسٹی، سابق ڈین آرٹس فیکلٹی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

خط نمبر۴:

۱۔ پروفیسر مغنی تبسم۔

۲۔ مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی۔

۳۔ صدیقی صاحب کے ہاتھ میں رعشہ ہونے کی وجہ سے یہ خط بہ مشکل پڑھا جاسکا۔

خواجہ احمد فاروقی

۱۔ بیسویں صدی کی ممتاز شخصیت، ص:۹۔

۲۔ پروفیسر میمونہ نے خواجہ احمد فاروقی کی ادبی خدمات پر پروفیسر یوسف سرمست کی رہنمائی میں مقالہ لکھ کر جامعہ عثمانیہ سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔

۳۔ مکاتیب پروفیسر خواجہ احمد فاروقی، ص:۱۸۴۔

۴۔ خلیق انجم۔ بیسویں صدی کی ممتاز شخصیت: پروفیسر خواجہ احمد فاروقی، ص:۹۰۔

۵ مکاتیب پروفیسر خواجہ احمد فاروقی، ص:۱۸۶ ۔

۶۔ حکیم شیخ محبوب صاحب، (م۲۵؍ستمبر ۱۹۸۵ء)۔

خط نمبر ۱:

۱۔ اسی دوران راقم کی تشخیص کے بعد ڈاکٹروں نے میری بیماری کا نام "Progressive spinal Muscular Distrophy" بتایا تھا۔

۲۔ حیدرآباد (دکن) کے مشہور معالج۔

خط نمبر ۲:

۱۔ راقم نے دس بارہ اشعار بھیجے تھے۔

خط نمبر ۳:

۱۔ پروفیسر غلام عمر خاں صاحب نے کوئی ترمیم واضافہ نہیں کیا۔

خط نمبر ۵:

۱۔ جامعہ عثمانیہ میں انگریزی کے پروفیسر تھے۔ اردو ادب سے گہرا لگاؤ تھا، ماہر اقبالیات اور شاعر بھی تھے۔ پوسٹ گریجویٹ کالج میں جہاں وہ پرنسپل تھے، احقر نے جب بحیثیت اردو لکچرر اپنا Joining Letter پیش کیا تو انھوں نے مجھے انتظار کرنے کا اشارہ کیا اور بہت تاخیر کے بعد دوبارہ پیش کیا تو سراج صاحب نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں آپ کو طالب علم سمجھ رہا تھا۔ آپ تو استاد نکلے خوش آمدید۔ سراج صاحب کی ایک کتاب ''اقبال چند زاویے'' چھپ چکی ہے۔

خط نمبر ۶:

۱۔ ۲۸؍ستمبر ۱۹۸۵ء کو میرے والد حکیم شیخ محبوب صاحب کا انتقال ہوا تھا۔

خط نمبر ۹:

۱۔ غالباً عمر خان صاحب نے بھیجی تھی۔

خط نمبر ۱۰:

۱؎ راقم کی اہلیہ ڈاکٹر راحت سلطانہ۔

۲؎ فاروقی صاحب کی صاحب زادی۔

۳؎ ڈائریکٹر ترقی اردو بیورو دہلی

۴؎ پروفیسر رفیعہ سلطانہ

۵؎ پروفیسر یوسف سرمست

۶؎ ڈاکٹر رشید موسوی جناب حمایت اللہ (مزاحیہ دکنی شاعر) کی اہلیہ

خط نمبر ۱۱:

۱؎ ڈاکٹر میمونہ مسعود پروفیسر شعبہ اردو جامعہ عثمانیہ جنھوں نے پروفیسر یوسف سرمست کی رہنمائی میں خواجہ صاحب کی ادبی خدمات پر تحقیقی مقالہ لکھ کر جامعہ عثمانیہ سے Ph.D کی سند حاصل کی تھی۔

۲؎ ڈاکٹر غلام عمر خاں کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر شاہد عمر خاں

خط نمبر ۱۲:

۱؎ ڈاکٹر فرحت فاطمہ، قدیر، فاروقی صاحب کی دختر ہیں۔ جن کے شوہر کے انتقال کی خبر پڑھ کر میں نے تعزیتی خط لکھا تھا۔

خط نمبر ۱۳:

۱؎ راقم اپنی اہلیہ کے ساتھ ۷ر جولائی ۱۹۸۸ء تا ۱۶ر دسمبر ۱۹۸۸ء اپنے برادر نسبتی محمد عبدالحئی ساجد فاروقی کے یہاں ملوا کی وسکان سن میں مقیم رہا۔

۲؎ ڈاکٹر حسینی شاہد، سید شاہ امین الدین اعلیٰ کے مصنف اور ڈاکٹر زینت ساجدہ کے شوہر۔

۳؎ پروفیسر جامعہ عثمانیہ (مرحوم)

خواجہ حمید الدین شاہد

خط نمبر ۱:

۱؎ ندوی اورنگ آبادی

خط نمبر ۲:

۱؎ وائس چانسلر، کراچی یونیورسٹی۔

۲؎ شکاگو میں مقیم حیدر آبادی مصنف اور شاعر۔

خط نمبر ۳:

۱؎ پروفیسر حبیب ضیاء صدر شعبۂ اردو عثمانیہ یونی ورسٹی ویمنس کالج کوٹھی، حیدر آباد دکن۔

خط نمبر۴:

۱۔ میرے محسن شاہد صاحب سے ناراضی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ضیاء الدین دیسائی

خط نمبر۱:

۱۔ پروفیسر سید عبدالرحیم۔ڈاکٹر ضیاء الدین دیسائی۔مشمولہ ماہ نامہ معارف۔جون ۲۰۰۲ء، ص:۴۰۴۔

۲۔ ڈاکٹر حسن عباس ان دنوں بنارس ہندو یونیورسٹی میں صدر شعبۂ فارسی ہیں۔

خط نمبر۳:

۱۔ پروفیسر عبدالستار دلوی۔

۲۔ پروفیسر محی الدین بمبئی والا ڈائریکٹر کتب خانہ درگاہ پیر محمد شاہ، احمد آباد۔

۳۔ ڈاکٹر راحت سلطانہ نے دیسائی صاحب سے احمد آباد کے تاریخی مقامات کے دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔

۴۔ کرامت علی ریسرچ آفیسر OML۔

۵۔ ڈاکٹر رفعت رضوانہ۔

خط نمبر۵:

۱۔ غلط اطلاع ہے۔

۲۔ ڈاکٹر صادق نقوی پروفیسر شعبۂ تاریخ، جامعہ عثمانیہ (ریٹائرڈ)۔

۳۔ ریڈر شعبۂ فارسی (وظیفہ یاب)۔

خط نمبر۷:

۱۔ راقم نے موصوف کو محی الدین قادری زور صاحب کی کتاب ''حیاتِ میر مومن'' ارسال کی۔

۲۔ گجرات اردو اکیڈمی کا تحقیقی مجلہ۔

عبادت بریلوی

خط نمبر۱:

۱۔ ''غواصی شخصیت اور فن'' مطبوعہ ۱۹۷۷ء۔

۲۔ میں نے بل نہیں بھجوایا۔ڈاکٹر صاحب سے کتابیں ارسال کرنے کی گذارش کی۔

خط نمبر۲:

۱۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور (۱۹۰۵ء۔۱۹۶۲ء)

۲۔ پروفیسر عبدالقادر سروری (۱۹۰۶ء۔۱۹۸۲ء)

۳۔ پروفیسر رفیعہ سلطانہ (۱۹۲۵ء۔۲۰۰۷ء)

۴۔ ڈاکٹر عبدالحفیظ قتیل (۱۹۱۹ء۔۱۹۸۵ء)

۵۔ عابد علی خاں ایڈیٹر روزنامہ ''سیاست'' حیدر آباد۔

خط نمبر۳:

۱ پروفیسر عمر خاں (۱۹۲۳ء۔۲۰۱۱ء) راقم کے استادِ محترم جن کی نگرانی میں ایم۔اے کا مقالہ (غواصی) اور پی ایچ ڈی کا مقالہ (دکنی غزل کی نشوونما) لکھ کر جامعہ عثمانیہ سے اسناد حاصل کی تھیں۔ دونوں مقالے چھپ چکے ہیں۔ پروفیسر صاحب ماہر دکنیات اور ماہر اقبالیات تھے۔

۲ ڈاکٹر شاذ تمکنت سے راقم نے انوار العلوم کالج میں کچھ عرصے تک بی۔اے اردو اختیاری مضمون کی تعلیم حاصل کی تھی۔ اسی زمانے میں وہ میرے استادِ سخن بھی تھے۔ انھوں نے جب فیکلٹی امپرومنٹ پروگرام کے تحت رخصت حاصل کی تو انھی کی جگہ پر احقر کا اڈہاک لکچرر کی حیثیت سے تقرر عمل میں آیا تھا۔

۳ آرٹس اینڈ سائنس کالج، سکندرآباد۔

خط نمبر۴:

۱ کشور ناہید صاحبہ نے راقم کی چند نظمیں شایع کیں لیکن وہاں نام محمد علی خاں اثر چھپا ہے۔

علی احمد جلیلی

۱ نواب میر محبوب علی خاں بہادر۔

۲ نواب میر عثمان علی خاں بہادر۔

۳ استاد شعبۂ اردو، جامعہ عثمانیہ اور اسی جامعہ کے اردو کے پہلے پی ایچ ڈی اسکالر۔

۴ مدیرانِ روزنامہ ''سیاست'' حیدرآباد۔

۵ مدیرانِ روزنامہ ''سیاست'' حیدرآباد۔

خط نمبر۱:

۱ ڈاکٹر صاحب نے مذکورہ مصرعے میں 'جب کہ ایوان کے سب کام' بنایا تھا۔

خط نمبر۲:

۱ ڈاکٹر مصطفیٰ علی فاطمی۔

۲ ڈاکٹر صاحب کا Ph.D کا مقالہ۔

خط نمبر۸:

۱ ڈاکٹر سیدہ جعفر ریٹائرڈ پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد۔

۲ ''تاریخ ادبِ اردو ۱۷۰۰ء تک'' بہ اشتراک پروفیسر گیان چند جین۔

قصر تمکین

۱ ڈاکٹر وہاب اشرفی نے قیصر صاحب کی تاریخ پیدائش کا سال سہواً ۱۹۳۶ء تحریر کیا ہے (تاریخ ادب اردو۔ ابتدا سے ۲۰۰۰ء تک (جلد سوم) ص ۱۳۰۱۔

۲ ایضاً

خط نمبر ۱:

۱۔ مشہور افسانہ نگار صبیحہ علوی صاحبہ۔

۲۔ راقم کا ۱۹۲ اشعار پر مشتمل پہلا نعتیہ مجموعہ۔

۳۔ نوادراتِ تحقیق (۱۹۹۶ء)۔

۴۔ مقالاتِ اثر۔

۵۔ راقم کی بڑی بیٹی کہکشاں عمران احمد۔

خط نمبر ۲:

۱۔ میرا بڑا بیٹا محمد عادل فراز جو اُن دنوں گرین وچ یونی ورسٹی (برطانیہ) میں ایم۔ایس کر رہا تھا۔ یہاں اس بات کا تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قیصر تمکین مرحوم رشتے میں راقم کے بڑے داماد سید عمران احمد کے خالو ہوتے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر راحت سلطانہ۔

۳۔ ''انوار خط روشن''۔

خط نمبر ۳:

۱۔ صبیحہ علوی۔

۲۔ راحت سلطانہ۔

ڈاکٹر گیان چند

۱۔ ایک بار راقم پروفیسر مرزا اکبر علی بیگ مرحوم کے ساتھ ہماری مشترکہ مرتبہ کتاب ''نظیر شناسی'' جین صاحب کو پیش کرنے کے لیے حیدر آباد یونی ورسٹی کیمپس میں ان کی رہائش گاہ پہنچے۔ موصوف نے اپنی اہلیہ سے ہمارا تعارف کروایا اور چائے بسکٹ پیش کرنے کے بعد کسی کام میں مصروف ہوگئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ موصوف کتابوں کی الماری سے کتابیں نکال نکال کر میرے بازو میں رکھتے جا رہے ہیں اور پھر گفتگو میں ہمارے ساتھ شریک ہوگئے۔ انھوں نے مولوی سید محمد صاحب کی ایک کتاب کے ایک ورق کو نشان زد کرتے ہوئے مجھے دکھایا۔ جس میں سید محمد صاحب کی آنے والی کتابوں میں ان کی ایک کتاب ''قصہ ملکہ مصر'' از محمد علی عاجز کا تذکرہ مع قیمت بھی درج تھا۔ ڈاکٹر گیان چند کا ماخذ یہی تھا۔ لیکن تا حال مذکورہ کتاب شائع نہیں ہوئی۔ انھوں نے اپنی اس غلطی پر اظہارِ تاسف کیا۔

خط نمبر ۵:

۱۔ تاریخ ادب اُردو ۱۷۰۰ تک۔ بہ اشتراک ڈاکٹر سیدہ جعفر ۷۵ء۔

مختار الدین احمد آرزو

خط نمبر ۲:

۱۔ پروفیسر کراچی یونیورسٹی۔

۲۔ ڈاکٹر ذاکر حسین صدر جمہوریۂ ہند۔

خط نمبر ۳:

۱؎ ماہ نامہ ''سب رس'' حیدرآباد۔

مشفق خواجہ

خط نمبر ۱:

۱؎ صدرنشین مقتدرہ ''قومی زبان'' اسلام آباد (پاکستان)

۲؎ احقر کے ماموں خسر

خط نمبر ۲:

۱؎ حرف نم دیدہ (۱۹۹۰ء)

۲؎ نوادارت تحقیق (۱۹۹۶ء)